ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

عمران اعظم رضا
اسکالر پی ایچ ڈی، اُردو، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد
اسسٹنٹ ڈائریکٹر پولیس، ریجنل پولیس آفس، گوجرانوالہ
ڈاکٹر تبسم کاشمیری
لاہور۔ کینٹ

فتح محمد ملک کی تنقید میں اقبال شناسی، ملی اور اسلامی نظریات کا مطالعہ

Imran Azam Raza
Scholar Ph.D Urdu, Allama Iqbal Open University, Islamabad.
Assistant Director Police, Regional Police Office, Gujranwala.
Dr. Tabassum Kashmiri
Cantt, Lahore.

A study of Iqbalism, nationalism and Islamic ideology in the critique of Fateh Muhammad Malik

Professor Fateh Muhammad Malik (Born 18 June 1936) a renowned Pakistani Scholar of Urdu Language and literature. His literary contributions towards various branches of Urdu Literature have been acknowledged by prominent critics and literary circles. His attachment with the manifesto of Islamic theories, Pakistan and Muslim Nation Urdu writer, declare him a noted critic and scholar of Urdu literature. He developed his own peculiar style of his literary writings, which distinguished him from his contemporaries. In his literary works, he deals with the present-day subjects of his times. Malik passionately wrote and spoke about the Urdu language, the relevance of Pakistan’s ideology and Iqbal’s rediscovery of Islam for our times. They serve as his reference marks for judging all literature, and Malik is considered an authority on these subjects. A recipient of the highest civilian award, the Sitara-e-Imtiaz, he has written works that have appeared in prominent literary magazines and he has authored famous books such as Ta’asubaat(Prejudices), Tehseen-o-Tardeed (Praise and Denial) and Andaaz-e-Nazar (Perspective). He

served for a long time at different renowned educational institutions and deliverd lectures in different countries. Most importantly, he stands out from his peers for championing the notion that all literature has to subscribe to an ideology — a moot point for many who oppose his views on literature. His style of critique is rather distinctive: he quotes long passages from the literary piece in question to help the readers understand the work and the writer rather than promoting himself. His foremost consideration while judging a work is whether it contributes to society. A self-confessed progressive, Malik's staunch views on Pakistan's ideology may hint otherwise: he asserts that Pakistan's existence and progress hinges on Iqbal's thought, which serves as a protective wall for the Subcontinent's Muslims. However his towering legacy in the field of literary criticism is undeniably his biggest contribution.

Keywords: *Manifesto, Islamic theories, Nation, Islam, Critic, Sitara-e-imtiaz, Prejudices, Iqbal, Peers, Idealogy, Progressive, legacy.*

پروفیسر فتح محمد ملک (پیدائش ۱۸ جون ۱۹۳۶ء) عصرِ حاضر کے ممتاز استاد، مصنف اور ناقد ہیں، جن کی کتب کو معتبر حوالے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اُن کی تنقید کو معتبر مقام ملنے کی وجہ دراصل اُن کی تنقید میں پائے جانے والے وہ منفرد تنقیدی، ملی و اسلامی اور سیاسی افکار و نظریات ہیں جو اُن کے تنقیدی شعور کو تنقیدی اَدب میں ممتاز مقام پر فائز کرتے ہیں۔ فتح محمد ملک کی تربیت اسلامی ماحول میں ہوئی مگر وہ اسلام کو ایک رجعت پسند دین کے طور پر لیتے ہیں اسی وجہ سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے ترقی پسند' جماعتِ اسلامی کا ایجنٹ سمجھتے ہیں اور جماعتِ اسلامی والے ترقی پسند۔ فتح محمد ملک کی تمام کتب میں اُن کے موضوعات کسی نہ کسی طرح اسلامی نکتہ ء نظر کی تفہیم پر منتج ہوتے ہیں۔ اُنھوں نے اسلام کو ایک منفرد انداز سے دیکھا ہے اور اہلِ قلم کو بھی اس طرف توجہ دینے کی اہمیت پر زور دیا ہے کہ وہ اسلام اور نظریہ پاکستان کے بنیادی تصورات کی روح کی تبلیغ کریں۔ وہ مسلمان اہلِ قلم کو اسلامی اور ملی نظریات کی تبلیغ و ترویج کی طرف مطلوبہ توجہ نہ دینے پر سرزنش بھی کرتے ہیں۔ پروفیسر فتح محمد ملک کی تنقید میں جن نظریات کے بارے آگہی ہوتی ہے اُن میں نظریہ قوم وملت کی مخصوص تشریح و توضیع، دو قومی نظریہ کی حقیقی روح اور تفہیم سازی، تحریکِ پاکستان کی اہمیت، محرکات و اسباب کے تناظر میں، خطبہ الہٰ آباد: علامہ اقبال کے فرامین و خطابات کی روشنی میں، قائد اعظم اور اُن کے معاصر اکابرین کے کردار و عمل کا منطقی جائزہ، مسلمان قوم کو مجموعی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

بحران سے نجات کی ترغیب، مسلمانوں کو فکر و عمل کی مدد سے کردار سازی کرنے کی نصیحت، اساسِ پاکستان کی بنیادوں کو لاحق پوشیدہ خطرات کی نشاندھی، بین الاقوامی حالاتِ حاضرہ سے مکمل آگاہی اور مسلمان قوم کو ترقی کی تجاویز، ماضی کے جھروکوں سے سبق سیکھنے کی نصائع اور مثالیں، شعر و ادب کا محاکمہ ادیبوں کے ادبی اور فکری نظریات کے تناظر میں، اپنی روایت کی پامالی، نسلِ نو کی اپنی روایت سے تغافل شعاری اور قبل و مابعد آزادی جنم لینے والے حالات کے پیچ و خم کے نتیجے میں اُردو ادب کے ادبا کے روّیوں اور اُن کے ردِ عمل پر منطقی تنقید، ہند اسلامی تہذیب پر مباحث، مسلمانوں کے سیاسی افکار کا محاکمہ اقبال کے نظری افکار کی روشنی میں، مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد، مسلمانوں کی زوال پزیری کے اسباب کا محاکمہ، زبوں حالی کا دکھ، ملی احساس کا عنقا ہونے پر اظہار تاسف، ادبی نظریوں کے قبلہ درست نہ ہونے پر تنقید، ادیبوں کے منافقانہ روّیوں پر تنقید، کشمیر اور فلسطین کے مسلمانوں کی حالتِ زار اور ادباء کے فرائض پر تنقید، اسلامی تشخص کے تحفظ کی اہمیت پر زور، قومی بقاو سلامتی کی اساس کی شناخت، قدیم وجدید نظری مباحث و نظریات پر تنقید، قومی زندگی کی تعریف اور مسلم اکابرین کی نظر میں اس کی تشریح و توضیح، اقبال کے خلاف ردِ عمل پر اقبال کا موثر انداز میں دفاع، نئی نسل کے طرزِ عمل پر اصلاحی تنقید، بغاوت سے بغاوت کر کے روایت سے رشتہ استوار کرنے کی دعوتِ فکر، اصناف سخن کے حوالے سے فکری ارتقاء پر مباحث، ترقی پسند تحریک اور دیگر تحریکوں کے کردار پر تنقید، قدیم مسلم مصنفین کی تخلیقات کا محاکمہ، نمائندہ پاکستانی شعرا کی تخلیقات کا غیر جانبدار محاکمہ، اقبال کے پیغامات کی تشریح و توضیح، علامہ اقبال کے پیغام سے فراموشی پر مسلمانوں کے عمل پر ردِ عمل اور قبال کے سیاسی افکار اور جمہوری و روحانی پہلوؤں پر سیر حاصل بحث شامل ہے۔

پروفیسر فتح محمد ملک نے اسلامی نظریات کی تشریح کرنی ہو یا ملی جذبوں کی ترجمانی' وہ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے کلام اور ان کے پیغام سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں' کیونکہ علامہ اقبال نے اپنے کلام اور افکار میں اسلام کے بنیادی عقائد کی نہایت عمدہ اور عالمانہ تعبیر پیش کی ہے۔ توحید و رسالت کی اہمیت و افادیت پر بھی موثر تر اظہار کیا ہے اور اُن کے افکار و نظریات چونکہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے اخذ کردہ ہیں اسی لیے اقبال نے عقائد کی عملی تفسیر بھی بیان کی ہے اور فتح محمد ملک جب بھی اسلام اور اسلامی نظریات کی بات کرتے ہیں تو وہ علامہ اقبال کی فکر سے حوالہ ضرور دیتے ہیں اس لیے یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ اُن کی تخلیقات میں "اقبال شناسی" کو بہت اہمیت حاصل ہے اور اگر فتح محمد ملک کی تخلیقات سے اقبال شناسی کا مطالعہ نکال دیا جائے تو شاید اُن کی تخلیقات کا مطالعہ

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

اُدھورا رہ جائے۔ اُنھوں نے علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے نظریات کو ایک نئے اور منفرد انداز میں پیش کیا ہے' اقبال کے کلام اور نظریات میں مضمر حقیقی پیغامات کی اصل روح کو دکھایا ہے۔ اس حوالے سے ان کی کتب، "اقبال: فکر و عمل"، "اقبال فراموشی" اور "اقبال کے سیاسی افکار" ناقدین سے داد حاصل کر چکی ہیں۔ جن کے مطالعے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اُنھوں نے کس قدر زیرکی اور گہرائی سے اقبال کے نظریات میں اسلامی فکر، اساسِ پاکستان اور دو قومی نظریے کا تحفظ کرتے ہوئے اُن کی اہمیت کو اُجاگر کیا ہے۔ علاوہ ازیں، اُنھوں نے اپنے مضامین میں عالمگیر انسانیت کے تصور، وطنیت اور اسلامیت، حقیقی اسلام اور مروجہ تصورِ اسلام کے تضادات، دینِ محمد ﷺ اور دینِ ملوک، جمعیت اسلامی سے جمعیتِ انسانی تک کے سفر اور زمین سے اقبال کی عدم وابستگی کے الزامات کو بھی موضوع بنایا ہے اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اقبال کے نزدیک اسلام میں نہ شہنشاہیت ہے نہ ملوکیت، نہ جاگیرداری ہے اور نہ سرمایہ داری--- کہ یہ سب نظامِ اسلام کی بنیادی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ اقبال کا یہی نقطہء نظر دوسرے، بزعمِ خود "اسلام پسندوں" کے نظریات سے متصادم ہے۔ اسی لیے فتح ملک نے واضح کیا ہے کہ اصل آویزش حقیقی اسلام اور ملوکیتی اسلام میں ہے۔ فتح محمد ملک کی تنقید کی خصوصیت میں یہ بات بھی نمایاں ہے کہ اُنھوں نے تمام اہلِ ملک سے ایک ایسا سوال پوچھا ہے جس کے جواب پر پاکستان کی نظریاتی بقا کا انحصار ہے۔ اُنھوں نے کہا ہے کہ ہم سب "پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ" کے نعرے بلند کرتے ہیں مگر ہم میں سے کون ہے جس نے یہ سوچنے کی زحمت گوارا کی ہو کہ "لا الہ" کا مطلب ماہرینِ اقبالیات اور شارحین اقبال کی بجائے خود اقبال سے سمجھنا چاہیے۔ صرف اسی طرح پاکستان کا حقیقی مطلب معلوم کیا جا سکتا ہے۔

> یہاں سلیم احمد کا یہ کہنا مزید وضاحت کرتا ہے کہ پاکستان کا مطلب تھا غیر مسلم اکثریت کے مسئلے سے ہمیشہ کے لیے نجات۔[1]

فتح ملک کے نزدیک اقبال کا مطالعہ ہمارے لیے بیک وقت سرچشمہ علم بھی ہے اور وظیفہ عمل بھی۔ فتح محمد ملک کے بقول ہماری قومی حیاتِ نو کے ساتھ فکر اقبال کا ایسا زندہ اور نامیاتی رشتہ ہے۔ بعد کے مضامین میں مصنف نے فکرِ اقبال کے منفی ردِ عمل کے اُن مختلف مظاہر کا حکیمانہ تجزیہ کیا ہے جو بدقسمتی سے بیشتر خود پاکستان کے اندر نمایاں ہوئے اور جنھیں فکرِ اقبال کے غیر ملکی دشمنوں نے خوب اُچھالا۔ فتح محمد ملک نے ان مظاہر کے علم برداروں کو جواب مہیا کیا ہے اور واضح کر دیا ہے کہ اقبال کے فکر و خیال اور عمل و ارادہ کی دنیا میں اسلام کی سائنسی روح کارفرما ہے، اقبال علم بیزاری، خرد دشمنی، ظلمت پسندی اور راضی برضا رہنے کے جمود کے کٹر مخالف

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

ہیں۔[۲] پروفیسر فتح محمد ملک نے علامہ اقبال کی شاعری کا بالخصوص تنقیدی مطالعہ کیا ہے اور وہ قوم اور ملت کے درمیان موجود امتیاز کو اقبال کے حوالے سے بیان کرتے ہیں اور اس تناظر میں وہ علامہ اقبال کی فکر کے عین نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، اپنے قاری کے ذہن میں موجود قوم اور ملت کے درمیان باریک امتیاز کو واضع کرتے ہیں کہ قوم کی بنیاد ملکی سرحدوں پر اُستوار کی جاتی ہے جب کہ ملت کی بنیاد مذہبی عقیدے پر ہے اور خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی ﷺ کی توثیق کرتے ہوئے وہ مسلمانوں کے ذہنوں میں موجود شکوک اور ابہام کو دور کرتے ہیں۔ اسی بات کو محمد عثمان اپنی تخلیق "اقبال کا فلسفہ ءخودی بنیادی تصورات" میں بیان کرتے ہیں جس سے پروفیسر فتح محمد ملک کی اس بات کی توثیق ہوتی ہے کہ ملتِ محمدیہ ﷺ چونکہ توحید اور رسالت پر مؤسس ہے، لہٰذا وہ کسی ملک، کسی وطن، کسی خطہ ء ارضی کے ساتھ محدود و مختص نہیں۔ جب توحید لامکانی ہے، جب رسالتِ محمدیہ ﷺ کا پیغام ساری دنیا اور تمام نوعِ انسانی کے لیے ہے، تو پھر جو قوم ان بنیادوں پر اپنے آپ کو استوار کرے گی وہ خود کو حدودِ مکانی کی پابند کیوں کر بنا سکتی ہے۔[۳] پروفیسر فتح محمد ملک کا ایک تنقیدی امتیاز یہ بھی ہے کہ اُنھوں نے "قوم" کے حقیقی معنوں کو مسلمانوں کے سامنے دوبارہ پیش کیا تا کہ وہ اپنے وطن کی اساس کی تفہیم درست خطوط پر کر سکیں۔ یہاں ہم پروفیسر فتح کے ان مباحث کا بھی تذکرہ کریں گے جو اُنھوں نے اپنے مختلف مضامین میں اسلام، قوم، وطن اور ملت کے حوالے سے کیے ہیں اور جن سے اُن کی تنقیدی بصیرت کی پختگی کا روشن پہلو سامنے آتا ہے۔[۴]

قیام پاکستان سے پہلے اقلیتی علاقوں کے مسلمانوں کے ہاں وطن سے وابستگی اور اسلام سے محبت میں جو تضاد اور تصادم تھا وہ قیام پاکستان کیساتھ ہی ختم ہو کر رہ گیا تھا۔ اب سرزمین پاکستان اور اسلام سے محبت کی فضا نے ہماری جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی تفریق کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔[۵] پروفیسر فتح محمد ملک نے اقبال کی فکر کے اُن گوشوں کی تفہیم کرائی جنھیں بہت سے ناقد اپنی عدم توجہی کی بدولت تھے۔ وہ اپنے مضامین میں اقبال کو جابجا داد و تحسین اس لیے بھی دیتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے آخری سانس تک وطنیت اور قومیت کے اصل مفاہیم و معانی کی تشریح و توضیع کے لیے فکری جنگ لڑی۔ اسی طرح وہ اس بات پر بھی فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ہماری خوش بختی ہے کہ علامہ اقبالؒ نے بستر علالت پر پڑے پڑے ہندوستان کے نامور علما کرام کے ساتھ قومیت اور اسلام کے مباحث میں بھی فتح حاصل کی۔ اس موضوع پر مولانا مدنیؒ کے جواب میں علامہ اقبال کا بیان ان کا آخری سیاسی بیان کہا جا سکتا ہے۔ اس بیان میں اقبال کا استدلال' بے مثال سیاسی بصیرت اور نادر و نایاب دینی شعور کی یکجائی سے پھوٹا

ہے۔ اقبالؒ کا کہنا یہ ہے کہ اگر وطن اتحادِ انسانی کی بنیاد ہوتا تو آنحضور ﷺ اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنے وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ ہجرت نہ کرتے۔ آنحضور ﷺ کی ہجرت میں یہ دینی و سیاسی رمز بھی پوشیدہ ہے کہ اسلام میں قومیت کا بنیادی اور اٹل اصول روحانی یگانگت ہے نہ کہ وطنی اشتراک یعنی مسلمان قوم کی یگانگت کی بنیاد دراصل ان کا مسلمان ہونا ہے اور ہر چند قوم وطن سے نہیں بنتی مگر قوم کو ایک وطن کی ضرورت ہوتی ہے اسی ضرورت کے پیش نظر اقبال نے جداگانہ مسلمان قومیت کی بنیاد پر پہلے پاکستان کا تصور دیا اور پھر اس تصور کو ایک عوامی جمہوری تحریک میں بدلنے کا سامان کیا۔ اس تحریک نے بالآخر متحدہ قومیت اور متحدہ ہندوستان کے تصور کو رَد کر کے ہماری روحانی یگانگت کو برگ و بار لانے اور پھلنے پھولنے کے لیے یہ خطہ پاک عطا کیا جس میں بیٹھے آج ہم اس چیستان کو حل کرنے میں کوشاں ہیں ۔اُن کے مطابق اقبال نے اپنی اس نظم میں جغرافیائی قومیت کی استعماری بنیادوں کو بڑے سادہ، سلیس اور موثر انداز میں بے نقاب کیا ہے۔ اقبالؒ وطنیت کے سیاسی تصور پر مبنی ہندوستانیت کو رد کرتے وقت ارضی اشتراک کی بجائے روحانی یگانگت کو اپنی قومیت کی بنیاد ٹھہراتے ہیں۔[۶]

جب ہم پروفیسر فتح محمد ملک کی تنقیدی تحریروں کا مطالعہ اور تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر فتح محمد ملک ایسے ناقد ہیں جو آج بھی قرآن کے مطالعے کو کسی بھی دوسری علمی کتاب پر فوقیت دیتے ہیں، جو آج بھی اپنی ادبی روایت کی سلک سے نہ صرف منسلک ہیں بلکہ اس پر جابجا فخر کرتے دکھائی دیتے ہیں، جو آج بھی دو قومی نظریے کے احیاء و بقاء کے لیے بطور ناقد اپنے فرائض بجا طور پر ادا کر رہے ہیں، جو آج بھی مسلمان ادیبوں کو اس طرح کے فرائض سے غفلت برتنے پر گلہ گزاری کرتے نظر آتے ہیں،[۷] جنھوں نے آج کے نوجوان میں قومی طرزِ احساس کی روح پھونکنے کے لیے اقبال سے فکر و عمل کا اسمِ اعظم سیکھا ہے اور جنھوں نے عصرِ حاضر میں تصورِ پاکستان کی اصل بنا کا مفہوم واضح کرتے ہوئے پاکستان کے حقیقی تصور کو مضبوط کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے اور پروفیسر فتح محمد ملک کے نزدیک پاکستان کے حقیقی تصور کی تفہیم کے لیے ضروری ہے کہ اقبال کے تصورِ پاکستان کو سمجھا جائے۔ اس حوالے سے وہ اپنے مضمون بعنوان "تصور پاکستان اور سرزمین پاکستان" میں برملا کہتے ہیں کہ اقبال نے دوٹوک انداز میں کہا تھا کہ برطانوی وزیر اعظم جان بوجھ کر اس حقیقت سے نظریں چرا رہے ہیں کہ ہندوستان کا مسئلہ قومی نہیں بلکہ بین الاقوامی ہے۔ برطانوی جمہوریت کا ماڈل ہندوستان میں اس لیے موثر نہیں کہ یہاں ایک نہیں بلکہ متعدد قومیں آباد ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا دشوار نہیں کہ جسے عرف عام میں دو قومی نظریہ کہا جاتا ہے وہ دراصل کثیر قومی نظریہ ہے۔ اسلامیانِ ہند نے تو اقبال کے تصور کو اپنا کر قائداعظم کی قیادت میں اپنے لیے الگ

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

قومی وطن حاصل کر لیا تھا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ برصغیر کی دوسری قومیں اپنی قومی آزادی اور خود مختاری کی جدوجہد میں کب کامیاب ہوتی ہیں؟ اپنی عہد آفریں شعری تخلیق "جاوید نامہ" میں بھی اقبال نے اشتراکیت اور سرمایہ داری ہر دو نظاموں کو "یزداں ناشناس اور آدم فریب" قرار دیتے ہوئے دنیائے انسانیت کو اسلام کی ابتدائی سادگی اور پاکیزگی کی جانب متوجہ کیا ہے۔(۸)

فتح محمد ملک یہ نتیجہ بھی اخذ کرتے ہیں کہ اگر ہم نے قیامِ پاکستان کے بعد 'ملائیت کے بجائے اقبال کے تصور اسلام پر عمل کرنا شروع کر دیا ہوتا تو آج ہم مذہبی انتہا پسندی اور فرقہ وارانہ تشدد کی لپیٹ میں ہر گز نہ ہوتے۔ آج بھی اقبال ہم سے یہی چاہتے ہیں کہ ہم باہم بر سرِ پیکار مذاہب فقہ کے بجائے حقیقی اسلام کی جانب رجوع کریں۔ اس کام کی ابتدا اُن تخیلات اور احساسات کی زنجیریں توڑ کر ہی کی جاسکتی ہے۔ جن میں ہمارے قدیم فقہانے اسلام کو جکڑ بند کر کے منجمد کر دیا ہے۔ فتح ملک کا مدعا بھی یہی ہے کہ آج وقت کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ ہم اجتہاد کی راہ اپنا کر اس انجماد کو توڑ دیں تاکہ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی ہر آن آگے بڑھتے ہوئے وقت کیساتھ قدم ملا کے چل سکے۔(۹)

اُن کی تنقید کا ایک اور منفرد فکری اُسلوب یہ بھی ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں تحریکِ پاکستان کے کردار کو فراموش نہیں کرتے اور اس تحریک کے سیاق و سباق سے اپنے قاری کو پوری طرح آگاہی دیتے ہیں۔ پروفیسر فتح کے سیاسی نظریات کی تفہیم کی بالیدگی اور پختگی کا اظہار اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اُن کے مطابق اسلام کے آفاقی اور ابدی اصولوں کی روشنی میں ایک عادلانہ معاشی نظام کا قیامِ تحریکِ پاکستان کے چند بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔ فتح محمد ملک' اقبال کے اس پیغام کو اپنے قاری تک بخوبی اور تمام تر تفہیم کے ساتھ پہنچاتے ہیں کہ ترکِ معاشرتِ فرنگ ہی قومی و ملی فریضے کی ادئیگی کی جانب پہلا قدم ہے۔ اب اُن کے اسی مضمون کو اگر سامنے رکھا جائے تو یہ وہی فکر ہے جو اقبال نے اپنی مثنوی "پس چہ باید کرد اے اقوام شرق" میں مسلمانوں کو پیش کی تھی۔ اُن کے اس نظریے میں اسی طرزِ فکر کے احیاء کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ اَدیبوں کے روّیے پر بھی تنقید کرتے ہیں جو قیام پاکستان، معرکہ ستمبر اور سقوطِ ڈھاکہ سے لاتعلق رہے۔ اُن کے بقول پاکستانی ادیب کی ذمہ داری ہے کہ وہ پاکستانی ادیب کے جغرافیائی وجود سے محبت کا حق ادا کرے۔(۱۰)

پروفیسر فتح ملک نے اپنے مضامین میں خطبہ الہٰ آباد کی معنویت کو بھی اپنی تنقید میں امتیازی حیثیت سے جگہ دی ہے۔ ان کی تنقید کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اُنھوں نے خطبہ الہ آباد کو علامہ اقبال کی تشریح و توضیح کے تناظر

میں پر کھا ہے اور جن شخصیات نے اُن پر اعتراضات کیے تھے، پروفیسر فتح نے اُن اعتراضات کا بھرپور طریقے سے جوابات دے کر ان کی زباں بندی کی ہے۔ اُن کے نزدیک خطبہ الہٰ آباد کی ہمیشہ ہی بہت اہمیت رہی ہے اوران کی ہر نظریاتی تحریر میں خطبہ الہٰ آباد کے حوالے سے مباحث ضرور ہوتے ہیں۔ اقبال نے اپنے اس خطبہ کے آغاز میں ایک ایسی بات کہہ رکھی ہے جسکی جانب اب تک توجہ نہیں دی گئی۔ اقبال کا یہ کہنا کہ وہ اسلام سے مایوس نہیں ہیں اپنے اندر یہ مفہوم بھی رکھتا ہے کہ ہندوستان میں باقی ماندہ مسلمان سیاستدان اسلام کے اجتماعی مقدر سے مایوس ہیں۔ یہ ایک تاریخی صداقت ہے کہ انگریز کے پروردہ موروثی سیاستدان تو انگریز ہی کی سنتے اور مانتے تھے۔ بیشتر مذہبی سیاسی جماعتیں تو کانگرس کی حلیف تھیں ہی مگر وہ جو کانگرس پر ہندو اجارہ دار سرمایہ داری سے خائف سوشلسٹ علما تھے وہ بھی اسلام کے اجتماعی مسلک سے روگرداں ہو چکے تھے۔ (۱۱)

پروفیسر فتح اپنے تنقیدی مضامین میں کئی جگہوں پر اسی تناظر میں پاکستان کی نظریاتی اساس کے بارے میں تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہر چند تصورِ پاکستان اسلامی ہند میں رچا بسا ہے اور اگر خطبہ الہ آباد سے قبل چند برسوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں اس خطبے کے متن کو سیاق و سباق کی روشنی میں سمجھنے میں دشواری پیش نہیں آئے گی۔ (۱۲) اسی طرح پروفیسر فتح ملک نے جہاں قائد اعظم کے کردار و عمل اور فرامین کے ذریعے تصورِ پاکستان، تحریکِ پاکستان اور قیامِ پاکستان کی تعبیر پیش کی ہے وہیں اُنھوں نے اس عہد کے اُن کے معاصر مخالفین کے کردار و عمل کو بھی بے نقاب کیا ہے۔ اُنھوں نے ہماری قومی آزادی کی تحریک اور قائد اعظم کی شخصیت و کردار کو بھی تاریخی اور تہذیبی تناظر میں پیش کیا ہے۔ اُن کے مطابق تصورِ پاکستان کو حقیقت میں بدلنے کی تحریک کی قیادت کے لیے علامہ اقبال کی نگاہیں گھوم پھر کر فقط ایک ہی شخص پر آٹھہرتی تھیں۔ یہ شخص ہمارے قائد اعظم محمد علی جناح تھے۔ دوسری طرف پروفیسر فتح محمد ملک' اقبال کے حوالے سے بھی اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ اقبال آخر دم تک اپنے تصورِ پاکستان کو قیامِ پاکستان کی صورت میں جلوہ گر دیکھنے کی تمنا میں سرشار رہے۔

الغرض فتح محمد ملک ایک ایسے نوحہ گر محسوس ہوتے ہیں جو اپنی روایت کی پامالی، نسلِ نو کی اپنی روایت سے تغافل شعاری اور قبل و مابعد آزادی جنم لینے والے حالات کے پیچ و خم کے نتیجے میں اُردو ادب کے ادبا کے روّیوں اور درکار ردِ عمل پر منطقی تنقید کرتے ہوئے اپنے قاری کو دعوتِ فکر دیتے ہیں اور ان کا یہ انداز بہت ہی منفرد ہے کہ وہ اپنے قاری کے سامنے کسی بھی رونما ہونے والے واقعے کا پس منظر اور پیش منظر رکھ دیتے ہیں اور ناقدانہ دیانتداری سے تمام حقیقتوں کو بھی طشت از بام کرتے ہوئے اپنے قاری کو اس پر غور و فکر پر مجبور کر دیتے ہیں اور

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

قاری ان تمام آرا اور مباحث کے پیشِ نظر ایک ایسے فیصلے تک پہنچ جاتا ہے جس کو فتح محمد ملک قاری تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح فتح محمد ملک روایت کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر عبادت بریلوی کے اس دعویٰ کی توثیق کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ کوئی بھی ادب بغیر مضبوط اور زندہ روایات کے زندہ نہیں رہ سکتا چنانچہ ہر ادب کی بڑائی کا انحصار بڑی حد تک، بلکہ پوری حد تک، انھی روایات کی مضبوطی، اور جان دار ہونے پر ہوتا ہے۔ جس ادب میں روایات مضبوط نہیں ہوتیں وہ گویا ایک ایسی تصویر ہوتا ہے جس کا کوئی پس منظر نہ ہو۔ ایک ایسی عمارت ہوتا ہے جس کے اطراف و اکناف میں پر کیفی و دل آویزی نہ ہو۔ ایک ایسا چمن ہوتا ہے جس کے کے آس پاس سرسبزی و شادابی کی مسکراہٹیں بسیرا نہ لیتی ہوں۔ روایات ہر ادب کی تمام اصناف کے رگ و ریشے میں پیوست ہوتی ہیں اور ان کی حیثیت انسانی جسم کی شریانوں کی سی ہوتی ہے جس میں تازہ خون دوڑتا پھرتا ہے۔ اور جس سے اس کی زندگی برقرار رہتی ہے۔ ادب میں تازہ خون بھی روایات کی شریانوں ہی کے ذریعے داخل ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد دین تاثیر اپنے ایک مضمون "پاکستان کے ادیبوں کے فرائض" میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کرتے ہیں کہ:

> "پاکستانی ادیب کا ایک ہی سیدھا سادھا فرض ہے اور وہ ہر ملک کے ادیب کا فرض ہے یہ کہ وہ ادب پیدا کرے۔۔۔۔ ہر "مفید" تحریر ادب نہیں۔ یہ خود فریبی ادیب ہی کے لیے مضر ہوتی ہے ورنہ اس میں بھی کیا حرج ہے۔"(۱۳)

فتح ملک کے قومی نظریات کی بنیاد دراصل علامہ اقبال کے تصورِ قومیت اور تصورِ پاکستان کے نتائج سے اخذ کردہ ہے۔ ان کی قریباً تمام تحریروں میں جہاں بھی دو قومی نظریئے، اساسِ پاکستان، تصورِ پاکستان، اسلامی ریاست کے خدوخال، مسلمان قوم کے معاشی و معاشرتی بحران کے اسباب و علل کی بات ہوتی ہے وہاں وہ اقبال کے نظریات اور ان کے کلام سے اس کو تقویت دیتے ہیں اور قاری کو یہی محسوس ہوتا ہے کہ علامہ اقبال اس سے براہِ راست مخاطب ہیں۔ وہ نظریہ پاکستان کا سلسلہ اقبال کی فکر سے جوڑتے ہیں اور اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اقبال کے نزدیک انسانی اتحاد کی پائیدار بنیاد وطنی اشتراک کی بجائے نظریات و عقائد کی ہم آہنگی ہے۔ پروفیسر فتح محمد ملک کے بقول اقبال کے ہاں وطن سے محبت اور عقائد سے وفا میں کوئی تصادم نہیں ہے اور اسلام اور وطنی قومیت دراصل ایک ہی چیز ہیں۔ پروفیسر فتح محمد ملک کا یہ کہنا بھی بجا ہے کہ یہ محض اتفاق نہیں تھا کہ ۱۹۳۰ء میں ہندی مسلمانوں

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

کیلیے ایک الگ مملکت کا تصور پیش کرنیکے بعد اقبال کی اس سرزمین سے وابستگی روز بروز گہری ہوتی چلی گئی جہاں اس مملکت کا قیام مقدر ہو چکا تھا۔

فتح محمد ملک کی تنقید میں جو مخصوص نکتہ نظر ناقدین محسوس کرتے ہیں وہ اپنی جگہ مگر کچھ ناقدین ان کے اسلوب کے بنیادی لوازمات پر بھی بات کرتے ہیں اور ان کی تحریروں میں موجود ان کا خاص طرزِ بیاں اور تحریر کو مدلل بنانے کے لیے ماضی سے حوالہ جات کا استعمال اور واقعات کے نتائج سے استدلالی آراء دیتے ہوئے ایک واضح راہِ عمل کا تعین ہی ان کی تنقید کو ایک معتبر اور نمایاں مقام پر فائز کرتا ہے مثلاً جناب نظیر صدیقی ایک نقاد کی حیثیت سے اسے فتح محمد ملک کی اچھائی اور امتیازی خصوصیت قرار دیتے ہیں کہ:

"وہ ادب یا ادیب کا مطالعہ صرف ادبی اور فنی نقطہ نظر سے نہیں کرتے بلکہ وہ زیر مطالعہ ادب یا ادیب کی تخلیقی توانائیوں کو اس کے ثقافتی' سماجی اور سیاسی پس منظر میں ڈھونڈتے ہیں اور یہ دکھانے میں کامیاب ہوتے ہیں کہ کس طرح اور کس حد تک وہ پس منظر زیر بحث ہیں اور یہ دکھانے میں کامیاب ہوتے ہیں کہ کس طرح اور کس حد تک وہ پس منظر زیر بحث ادب یا ادیب کی آبیاری میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔"(۱۴)

یہاں اس بات کا ذکر بھی اہم ہے کہ فتح ملک پاکستانی ادب اور پاکستانی قومیت کے حوالے سے جو نکتہ ہائے نظر اپنے قاری کو بتاتے ہیں محمد صفدر میر نے بجاطور پر اس کی نشاندہی کی ہے کہ پاکستانی قومیت کی شناخت اور پاکستانی ادب کے تصور پر ڈاکٹر تاثیر' محمد حسن عسکری' سلیم احمد انتظار حسین نے بھر پور حصہ لیا تھا تاہم یہ تصور واضح ہونیکی بجائے اور دھندلا گیا تھا مگر بقول صفدر میر:

"فتح محمد ملک کے لیے پاکستانی اَدب کا تصور اور اسکے متعلقات' پاکستانی قومیت وغیرہ ایسی حقیقتیں ہیں جن پر انکی تنقید کی اساس ہے۔ لیکن انکے خیالات میں اور اس تصور کے اوّلین موئدین کے خیالات میں ایک بنیادی فرق ہے۔"(۱۵)

ان کی تخلیقات کا آغاز ۱۹۶۰ء سے ہو چکا تھا، ناقدین ان کے تنقیدی رویوں کے اعتراف میں برملا کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ان کی تنقیدی روش دراصل ایک مخصوص نظریاتی اساس کی بنیاد پر ظہور پزیر ہوئی ہے۔ پروفیسر فتح کے مطابق سنجیدہ ادبی مکالمہ ادبی دنیا سے رخصت ہو رہا ہے اور اختلافِ رائے کو لوگ سازش سے تعبیر کرتے ہیں۔ ادبی معاملات میں مخالفانہ رائے یا ناپسندیدہ خیال کو ہم عجز فہم یا فکری نارسائی پر نہیں بلکہ بدنیتی یا دشمنی پر محمول

کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ خیال کی تردید خیال سے کرنے کی بجائے الزام تراشی اور دشنام طرازی کی پامال اور متعفن راہ اختیار کرنے لگے ہیں۔ فتح ملک کی تنقید کا اہم پہلو یہ بھی ہے کہ وہ جس حوالے سے بھی اپنا تنقیدی مضمون لکھتے ہیں وہ اس عہد میں جنم لینے والی تحریکوں، اُن کے اثرات اور اُن کے نتیجے میں بیدار ہونے والے ردِ عمل کو ضرور موضوعِ سخن بناتے ہیں۔ اس کا سب سے زیادہ فائدہ قاری کو ہوتا ہے جس کو زیرِ بحث موضوع کے حوالے سے سیاق وسباق سے آگہی مل جاتی ہے اور وہ اُن کی فکری رسائی کو بخوبی سمجھ پاتا ہے۔ وہ دراصل ایک ایسے تنقید نگار دکھائی دیتے ہیں جو تنقید کے ساتھ ساتھ انسان کے نفسیاتی رویوں کے محرکات اور درپردہ اسباب وعلل کا پردہ بھی چاک کرنے پر قادر ہیں اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے اگر ناقد کے پاس وسعت مطالعہ اور وہ تاریخی حقائق کی درست جانکاری کا عامل ہو۔

الغرض فتح محمد ملک کی تنقید کا خلاصہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی تنقید تین اہم موضوعات پر مبنی ہے جن میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی تعلیمات کا پرچار، ملی تصورات اور اسلامی نظریہ حیات شامل ہیں۔ انہوں نے بطور تنقید نگار ان تینوں موضوعات پر سیر حاصل بحث کے بعد اپنے قاری کے لیے راہِ عمل متعین کی ہے اور اسے اپنی شناخت کو زندہ وجاوید اور غیر متزلزل بنانے کی تلقین بھی کی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ جمال پانی پتی، ”مضامینِ سلیم احمد“، کراچی، اکادمی بازیافت، مطبوعہ ۲۰۰۱ء، صفحہ ۶۸۷۔
۲۔ فتح محمد ملک، پروفیسر، ”اقبال: فکر وعمل“، لاہور، بزم اقبال، مطبوعہ جون ۵۸۹۱ء، ص ح۔
۳۔ محمد عثمان، ”اقبال کا فلسفہ خودی: بنیادی تصورات“، لاہور، مکتبہ جدید، مطبوعہ: ۱۷۹۱ء، ص ۱۴۳ تا ۱۴۵۔
۴۔ فتح محمد ملک، ”پاکستان کا روشن مستقبل“، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، مطبوعہ ۵۱۰۲ء، ص ۲۵ تا ۴۵۔
۵۔ فتح محمد ملک، ”اقبال کا فکری نظام اور پاکستان کا تصور“، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، مطبوعہ ۳۰۰۲ء، ص ۷۵ تا ۱۰۰۔
۶۔ ۔۔۔ایضاً۔۔۔ ص ۱۰۲ تا ۱۲۰
۷۔ فتح محمد ملک، ”تحسین وتردید“، راولپنڈی، اثبات پبلی کیشنز، مطبوعہ ۰۸۹۱ء، ص ۱۸۳۔
۸۔ فتح محمد ملک، ”اقبال کا فکری نظام اور پاکستان کا تصور“ سن ۳۰۰۲ء میں سنگ میل پبلی کیشنز، ص ۱۱ تا ۳۵۔

۹۔ عمر حیات خان غوری،"اقبال کی نظم حسین احمد کا تحقیقی مطالعہ"، مشمولہ اقبال ۸۴ء، مرتبہ ڈاکٹر وحید عشرت، مطبوعہ، پاکستان، اقبال اکادمی، طبع اول ص۱۶۷تا۱۹۵۔

۱۰۔ فتح محمد ملک،"تحسین اور تردید"، مشمولہ: آتش رفتہ کا سراغ، اسلام آباد، نیشنل بک فاونڈیشن، ۲۰۱۳ء، ص۴۳۴تا۴۳۶۔

۱۱- فتح محمد ملک"اقبال فکر و عمل"، مشمولہ: کھوئے ہوؤں کی جستجو، اسلام آباد، نیشنل بک فاونڈیشن، ۲۰۱۳ء، ص۵۰تا۶۳۔

۱۲۔ فتح محمد ملک،"اقبال، اسلام اور روحانی جمہوریت"، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، مطبوعہ ۲۰۱۸ء، ص ۱۱ تا ۱۹

۱۳۔ فتح محمد ملک،"پاکستان کا روشن مستقبل"، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، مطبوعہ ۲۰۱۵ء، ص۷۵۔

۱۴۔ ممتاز اختر مرزا،"مقالاتِ تاثیر: ڈاکٹر محمد دین تاثیر"، لاہور، مجلسِ ترقی ادب، مطبوعہ جون۱۹۷۸ء، ص ۴۸۔

۱۵۔ نظیر صدیقی،"فیض، شاعری اور سیاست از فتح محمد ملک"، مطبوعہ: راولپنڈی، روزنامہ جنگ، مطبوعہ ۹ جنوری۱۹۸۹ء۔

۱۶۔ محمد صفدر میر،"فتح محمد ملک ایک نظریاتی ادیب"، مشمولہ: فنون، لاہور، ستمبر، اکتوبر۱۹۸۴۔